عصر حاضر میں مسئلہ تسعیر کا فقہی جائزہ

LEGAL ASSESSMENT OF THE ISSUE OF FIXING PRICE IN CONTEMPORARY PERIOD

ڈاکٹر حافظ حامد حماد* / ڈاکٹر یاسر عرفات**

Abstract:
This paper aims to analyze the legal status of fixing the prices (tasir) of regular commodities by government. One of the biggest problems facing developing countries is the issue of the high prices of regular things. The owners of things take advantage of the needs of the people and demand the high prices. Therefore, the traders, sellers and businessmen exploit the consumers because of the free marketing economical system which focuses on rule of demand and supply for the determination of price. On the other hand, it is the duty of government to ensure the welfare of the community. Thus, the government sets prices of commodities and it bounds the sellers to sell the things on fixed prices. However, there is legal debate around the permissibility of fixing the prices of commodities in Islamic law. In this article this case will be examined that whether the fixing the prince or price control is an Islamic solution or not.
Keywords: Price Control, Fiqh, tasir, Modern Economy, Free marketing.

دنیا کا ہر مہذب معاشرہ اپنے انفرادی اور اجتماعی نظام کو ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے۔ اور اس مقصد کے لیے اس معاشرے کے ارباب حل و عقد مسائل کے حل کے لیے مختلف تدابیر بروئے کار لاتے ہیں۔ فی زمانہ ترقی پذیر ممالک کو جن بڑے مسائل کا سامنا ہے ان میں سے ایک مہنگائی کا مسئلہ ہے۔ صاحب حیثیت یا بائع اور مالک لوگوں کی ضرورت و حاجت سے بے جا فائدہ اٹھاتا ہے اور ان سے منہ مانگی قیمت وصول کرتا ہے۔ اس رویے کے عام ہونے کی وجہ سے مہنگائی کا ایسا طوفان اٹھتا ہے کہ اس کے آگے بند باندھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے عصری عمرانیات میں ایک تجویز یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے تسعیر کا نظام نافذ کیا جائے یعنی اشیاء کی قیمتیں مقرر کر دی جائیں اور ان کی خلاف ورزی قابل مواخذہ جرم ہو۔ البتہ سیرت طیبہ کے ایک واقعے کی وجہ سے اس تجویز یا تسعیر کو عمومی طور پر اہل علم کی طرف سے غیر اسلامی بتلایا گیا۔ واقعہ یہ ہے دور نبوی میں ایک دفعہ اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئیں اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ عرض کیا کہ قیمتیں مقرر فرما دیں تو

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا اور فرمایا یہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔اس مقالہ میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کیا عصر حاضر میں قیمتوں کے بڑھنے کا معاملہ دور نبوی کے معاملے کی طرح کہ قیمتوں کا تقرر نہ کیا جائے یا آج گرانی کے اسباب کچھ اور نوعیت کے ہیں اور اس میں تسعیر ایک مناسب اور اسلامی حل ہے۔

تسعیر کی تعریف

لغوی طور پر سعر کا لفظ حد سے متجاوز کرنے یا ہو جانے کا معنی ادا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔اسی طرح جب کھانے کی قیمت بڑھ جائے تو اس کے لیے سعر الطعام بولا جاتا ہے۔اور پھر اشیاء کی قیمت طے کرنے اور بھاؤ تاؤ کرنے یا کسی قیمت پر متفق ہو جانے کے لیے تسعیر باب تفعیل استعمال ہونے لگا۔[1] اصطلاحی طور پر حکومت یا اس کے نمائندگان کا کسی مصلحت کے حصول کے لیے نرخ مقرر کرنا تاکہ لوگ اس سے تجاوز نہ کریں تسعیر کہلاتا ہے۔[2] دوسرے الفاظ میں حاکم وقت کا تاجروں کو خرید و فروخت میں خاص امور یا قیمت کا پابند کرنا تسعیر ہے۔[3] اس کی عموماً دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ زیادہ سے زیادہ قیمت کا تقرر، ۲۔ کم سے کم قیمت کا تقرر۔ عام طور پر ہمارا واسطہ پہلی قسم سے پڑتا ہے لہٰذا یہاں اسی سے متعلق گفتگو کی جائے گی۔

پرائس کنٹرول کو اس لیے نافذ کیا جاتا ہے کہ مہنگائی کو روکا جاسکے اور مہنگائی کے اسباب کئی نوعیت کے ہیں جن پر کچھ آگے چل کر گفتگو کی جائے گی تاکہ مسئلہ تسعیر کو صحیح سمجھا جاسکے۔

مسئلہ تسعیر اور اہل علم کے مختلف اقوال

جب بازار کی معیشت آزاد نہ ہو اور لوگ ذخیرہ اندوزی وغیرہ کے ذریعہ سے طلب و رسد کے قانون پر اثر انداز ہو رہے ہوں تو ایسی صورت میں قیمتوں کے متعین کرنے میں اہل علم کے چار موقف ہیں:

۱۔ مطلقاً منع

۲۔ مطلقاً جواز

۳۔ احوال پر منحصر، کبھی جائز اور کبھی منع

۴۔ مخصوص اشیاء کے لیے درست

جمہور اہل علم کا موقف مطلقاً منع کا ہے۔[4] امام مالک سے ایک روایت ہے کہ مطلقاً تسعیر جائز ہے[5] اور حنابلہ میں امام ابن تیمیہ و ابن القیم وغیرہ کا موقف یہ ہے کہ بعض احوال میں تسعیر منع ہے[6] اور بعض احوال میں تسعیر جائز ہے جبکہ بعض احناف کا موقف ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء کی تسعیر کی جاسکتی ہے دیگر اشیاء کی نہیں۔[7]

پہلے موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں ایک دفعہ اشیاء کی قیمتیں چڑھ گئیں۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے قیمتوں کے تعین کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اصلاً اللہ ہی قیمتوں کا تعین کرنے والا، کم زیادہ کرنے والا، رزق عطا کرنے والا ہے اور میں اللہ سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ مجھ پر کسی قسم کے مال یا خون کا مطالبہ نہ ہو۔[۸]

یہاں سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ دور نبوت میں بھی مہنگائی کا مسئلہ پیش آیا تھا اور لوگوں نے اس کے حل کے لیے پرائس کنٹرول کی تجویز دی جو کہ قبول نہ کی گئی بلکہ اسے آپ ﷺ نے من جملہ ظلم تعبیر کیا۔

۲۔ اشیاء کے فروخت کنندگان اپنی اشیاء کے مالک ہوتے ہیں اور مالک ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ تصرف کا مکمل حق رکھتے ہیں۔

۳۔ مارکیٹ میں آزادانہ خرید و فروخت کا معنی یہ ہے کہ فروخت کنندہ قیمت کے تقرر میں آزاد ہے اور تسعیر نافذ کرنے کا مطلب ان کی آزادی سلب کرنا ہے۔

۴۔ اگر پرائس کنٹرول کے نفاذ کا مقصد خریدار کے فائدے کا تحفظ ہے تو پھر فروخت کنندہ کے فائدے کا تحفظ کہاں جائے گا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ یہ چیز بائع اور مشتری پر چھوڑ دی جائے کہ وہ خود قیمت کا تعین کریں۔

۵۔ پرائس کنٹرول بائعین کی رضامندی والے اصول تجارت [۹] کے خلاف ہے۔ امام شوکانی نے اسے ذکر کیا ہے۔[۱۰]

۶۔ پرائس کنٹرول کی وجہ سے لوگ اپنی اشیاء کو عام منڈی سے چھپا لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہی اشیاء خفیہ طور پر پہلے سے بھی زیادہ قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ اور پرائس کنٹرول کا اصل مقصد ختم ہو کر رہ جاتا ہے بلکہ صارفین کو ارزاں نرخ پر اشیاء ملنے کی بجائے اور بھی مہنگی ہو کر ملتی ہیں۔ یا پھر مقررہ قیمت پر ہلکے درجے والی اشیاء میسر ہوتی ہیں۔

دوسرے موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عمرؓ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ سے کہا تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے سامان کی قیمت زیادہ کر دیا سامان اٹھالو۔[۱۱]

یعنی ولی الامر، حکومت قیمت مقرر کر سکتی ہے کہ جس سے نہ بیچنے والوں پر ظلم ہو اور نہ اس صارفین کو نقصان پہنچے۔ تاہم سنن بیہقی کی روایت کے مطابق آپ نے اس سے رجوع کیا تھا۔ اس میں ہے کہ وہ ان کے گھر گئے اور کہا کہ میں نے تم سے جو کچھ کہا، وہ میری طرف سے کوئی حکم نہیں تھا اور نہ ہی کوئی اٹل فیصلہ تھا بلکہ اس سے میرا مقصد شہر والوں کی بھلائی کرنا تھا، تم اپنا سامان جہاں چاہو بیچو اور جس طرح چاہو بیچو۔[۱۲]

۲۔ حاکم تمام لوگوں کی مصلحت اور دفع مضرت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ لہذا جہاں وہ مناسب سمجھے پرائس کنٹرول کر سکتا ہے اور اس کا یہ عمل درست متصور ہو گا۔

۳۔ پرائس کنٹرول کے ذریعے لوگوں کو عمومی ضرر یا نقصان سے بچایا جاتا ہے اگرچہ اس میں بعض لوگوں یعنی فروخت کنندگان کا کچھ نقصان معلوم ہوتا ہے اور فقہی قاعدہ ہے کہ ضرر عام سے بچنے کے لیے ضرر خاص برداشت کیا جائے گا۔

تیسرے میں دو پہلو سے کچھ تفصیل ہے۔ ایک یہ کہ تسعیر اس وقت ہو گی جب ناجائز ذرائع اختیار کرتے ہوئے تاجروں نے اشیاء کے ریٹ بڑھائے ہوں اور دوسرا پہلو یہ کہ تسعیر بالعدل اور بالمثل ہو یعنی مقصد ظلم کا خاتمہ ہو۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ فرمان نبوی کا مفہوم ہے کہ شرکائے عبد میں سے اگر کوئی شریک مشترکہ غلام کو آزاد کرنا چاہے تو اس کی عدل والی قیمت لگائی جائے جس میں وکس و شطط نہ ہو اور پھر اس کے مطابق شرکاء کو ان کا حصہ دے کر اسے آزاد کر دے۔[۱۳]

وکس اور شطط سے مراد ہے کہ قیمت متعین کرنے میں کمی بیشی نہ ہو ظلم نہ ہو۔

دوسرا شریک یہ نہیں کہہ سکتا: آدھا غلام میرا ہے اور میں جتنی مرضی قیمت مقرر کروں۔ اس کا حق نصف غلام پر نہیں بلکہ غلام کی نصف قیمت پر ہے۔ یہ موقف ابن تیمیہ اور ابن القیم وغیرہ کا ہے۔[۱۴]

۲۔ کسی راجح مصلحت کی وجہ سے جیسا کہ اوپر ہے، کسی چیز کو مالک کی ملکیت سے عوض مثل کے ساتھ نکالا جا سکتا ہے اور وہ مالک قیمت مثل سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرے گا اور نہ اس کا انکار نہیں کرے گا۔ اسی طرح کا معاملہ شفعہ میں بھی ہوتا ہے۔

۳۔ فرمان نبوی ہے کہ خطاء کار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔[۱۵] یعنی ذخیرہ اندوزی منع ہے۔ اور اس کی وجہ سے بازار میں اس شے کی قلت پیدا ہو جاتی ہے اور قیمت بڑھ جاتی ہے۔ تسعیر اس کے سد باب کے لیے ہے۔ یعنی جب کوئی شخص (محتکر کی طرح) ارتفاع اسعار کا سبب بن رہا ہو تو اسے عوض مثل پر مجبور کیا جائے گا۔ تسعیر سے یہی مراد ہے۔

چوتھا موقف: صرف کھانے کی اشیاء پر تسعیر ہو سکتی ہے۔ یہ موقف بعض احناف کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ اشیاء ضروریہ میں سے ہیں اور اس کی فروخت پر جبر ہو سکتا ہے اور احتکار کا تعلق بھی انھی اشیاء کے ساتھ ہے۔ مغنی میں ہے ویختص تحریم الاحتکار بالاقوات۔[۱۶] (ذخیرہ اندوزی حرام ہونے کا تعلق اقوات یعنی بنیادی کھانوں کے ساتھ ہے۔) اس میں بھی عام موقف یہ ہے کہ تسعیر کسی حال میں درست نہیں جیسا مذکورہ

حوالہ میں ہے۔ یاد رہے کہ ایک موقف اس کے برعکس بھی ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء پر تسعیر لاگو نہیں کی جاسکتی البتہ دیگر اشیاء پر تسعیر کا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

تسعیر کا اصل مقصد مہنگائی اور باب معیشت میں ظلم کا خاتمہ ہے۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ مہنگائی کے عمومی اسباب کیا ہیں۔

مہنگائی کے اسباب

مہنگائی کے اسباب تین نوعیت کے ہیں: ایک جن میں کسی متعین شخص یا اشخاص کو ذمہ دار قرار نہ دیا جاسکتا ہو۔ ان میں تسعیر نہیں ہونی چاہیے بلکہ ان میں تسعیر کرنے سے اصل پیداوار فراہم کرنے والے کا حق متاثر ہوتا ہے۔

دوسرے جن میں ارباب حکومت یا مقتدر افراد کو ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہو۔ ان میں تسعیر کا بڑا نقصان یہ ہے ارباب اقتدار کی غفلت پر پردہ پڑ جاتا ہے اور عوام الناس کو بھی زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔

تیسرے جن کے ذمہ دار متعین افراد یا گروہ ہوں۔ اس صورت میں تسعیر کرنے کا کچھ فائدہ ہو سکتا ہے مگر فائدے سے نقصان زیادہ ہے کہ اس کی وجہ سے حکومتی ذمہ داران کی لاپرواہی مخفی ہو جاتی ہے۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب کسی شے کی طلب میں اضافہ واقع ہو یا طلب کے مقابلہ میں رسد میں کمی واقع ہو تو اس کے نتیجے میں قدرتی طور پر اس شے کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے جو طلب و رسد میں توازن پیدا کرتا ہے۔ اب ذیل میں ان اسباب کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس توازن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے سدباب کے لیے شریعت نے بہت سارے امور کو منع کر دیا مثلاً احتکار، بیع قبل القبض، بیع الحاضر لباد وغیرہ۔ مزید تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

۱۔ وہ اسباب جن میں کسی متعین شخص یا اشخاص کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر قیمتوں میں اضافہ کی وجہ، اس نوعیت کے اسباب ہوں تو بالکل تسعیر نہیں کی جانی چاہیے کہ اس میں فروخت کنندگان کی حق تلفی ہے البتہ اگر ایسی حالت میں بھی ذخیرہ کیا جارہا ہو یا مال کو اس لیے نہ بیچا جارہا ہو کہ قیمت مزید بڑھ جائے تو یہ اور مسئلہ ہے۔ مذکورہ نوعیت کے اسباب درج ذیل ہیں:

بڑے پیمانے پر قدرتی آفات، زلزلہ، سیلاب، قدرتی آفات مثلاً زلزلہ سیلاب قحط وغیرہ بھی رسد میں کمی کا سبب بنتے ہیں۔ اگر رسد میں کمی کا سبب قدرتی آفات ہوں اور اس کی کمی کی وجہ سے مہنگائی میں اضافہ ہوا ہو تو قیمتوں میں اس اضافے کو پرائس کنٹرول کے ذریعے روکنا بالاتفاق منع ہے۔[۱۷] اس کی دلیل اوپر ذکر کر دی گئی ہے کہ دور نبوی میں جب قحط سالی کی وجہ سے قیمتیں زیادہ ہوئیں تو مطالبے کے باوجود آپ ﷺ نے تسعیر نہ اس موقع پر رسد میں کمی کا سبب قدرت کی جانب سے تھا اور متعین افراد کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا تھا اور اس

رسد میں کمی کی وجہ سے قیمت بڑھ رہی تھی جس سے طلب میں توازن پیدا ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے اس میں دخل اندازی درست نہ سمجھی۔

آبادی میں اضافہ

کسی جگہ کسی شے کی طلب میں اضافہ کا ایک سبب اس جگہ آبادی کا اضافہ ہے۔ مثلاً کسی جگہ آبادی اگر دو گنا ہو جائے تو شے کی طلب بھی تقریباً دو گنا ہو جائے گی۔ طلب دو گنا ہونے کی وجہ سے قیمت بھی دو گنا ہو جائے گی اگر رسد میں اس حساب سے اضافہ نہ ہو۔ اس کا حل عام طور پر حکومتیں آبادی پر کنٹرول اور منصوبہ بندی کی شکل میں کرتی ہیں مگر اس طرح گرانی پر کنٹرول درست نہیں۔ اس کی وجہ یہ کہ طلب میں کوئی شک نہیں، اضافہ ہوا مگر ساتھ ہی مین پاور بھی حاصل ہوئی جو کو رسد میں اضافے کا بڑا سبب ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ تسعیر کی بجائے عوام کی مہارتوں میں اضافہ کیا جائے اور فنی تعلیم کو عام کیا جائے تا کہ افرادی قوت سے صحیح فائدہ اٹھایا جا سکے۔ گویا آبادی بڑھنے سے اگر مہنگائی پیدا ہو رہی ہو تو اس کی وجہ محنت اور مہارت کا فقدان ہے۔

دور نبوی میں ایک دفعہ مدینہ میں کھجور کی رسد کم پڑ گئی تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کھجوروں کو کیا ہوا؟ عرض کیا گیا کہ آپ ہی نے تابیر نخل (نر کھجور کو مادہ کھجور کے ساتھ ملانا) بارے یہ یہ کہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انتم اعلم بأمر دنیاکم [19]

لہذا پیداوار کو بڑھانے اور نئے وسائل دریافت کرنے پر توجہ کرنی چاہیے تا کہ مہنگائی والا مسئلہ پیدا نہ ہو۔

جنگ اور اس پر اٹھنے والے اخراجات

بعض دفعہ حکومتوں کو جنگی حالت کی وجہ سے زیادہ اخراجات کرنا پڑتے ہیں اور جنگ میں مال ضائع ہونے کی وجہ سے یا اخراجات کا بہاؤ ایک طرف ہونے کی وجہ سے معاشی توازن بگڑ جاتا ہے اور اشیاء کی قیمتیں چڑھ جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں عوام الناس بھی مہنگائی برداشت کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں اور اپنی بہت ساری خواہشات کی قربانی دیتے ہوئے مالی معاونت بھی کرتے ہیں۔ تعلیمات نبویہ کے مطابق مجاہد کے لیے ساز و سامان تیار کرنا یا اس کے اہل و عیال کی کفالت کرنا بھی جہاد کرنے برابر کار ثواب ہے۔ [20]

فضول خرچی کا عمومی رویہ

طلب میں اضافے کا ایک سبب فضول خرچی ہے۔ فضول خرچی سے رسد کم پڑتی اور پھر مقابلتاً طلب بڑھ جاتی ہے۔ شریعت میں اسراف سے ممانعت کے ذریعے مہنگائی کے اس سبب کا سدباب کیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے: کھاؤ پیو مگر اسراف نہیں کرو۔ [21] ایک اور جگہ ہے اسراف نہیں کرو، اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں

کرتا۔[۲۲] اور ایک دوسری جگہ پہ فرمایا: فضول خرچی نہ کرو فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔[۲۳] جب فضول خرچی کی عادت انفرادی معاملے سے بڑھ کر اجتماعی رنگ اختیار کر جائے تو اس کا سدباب بھی منظم انداز میں ہونا چاہیے۔اس کے اثرات انھیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں جو اسراف سے بھاگتے ہیں۔

۲۔ وہ اسباب جن میں ارباب اقتدار کو ذمہ دار قرار دینا چاہیے۔ان میں تسعیر کرنا ذمہ داران کی غفلت کو مزید شہ دینے کے مترادف ہے۔لہذا تسعیر کی بجائے ذمہ داران کا مواخذہ کیا جائے اور ان کی لاپرواہی پر ان کی تادیب کی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔اسباب درج ذیل ہیں:

عدم تحفظ، بدامنی، منظم جرائم

ملک میں لاء اینڈ آرڈر کے فقدان کی وجہ سے لوگ عدم تحفظ کا شکار ہوں تو اس سے کاروبار زندگی کے ساتھ ساتھ معاشی تعامل بھی متاثر ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ اندرونی سرمایہ کاری کا رخ بھی بیرون کی طرف ہو جاتا ہے۔ سرمایہ کاری کے کم ہونے کی وجہ سے رسد میں قلت پیدا ہو جاتی ہے اور مہنگائی میں اضافہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ایسی صورت میں میں بھی اصل توجہ بدامنی اور جرائم کی روک تھام پر ہونی چاہیے۔ حکومت کی بنیادی ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ وہ لوگوں کے دین، جان، مال، عزت، عقل کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ جیسا کہ مقاصد شریعت میں اسے تفصیل سے زیر بحث لایا جاتا ہے۔

سماجی عدم انصاف اور جاگیرداری

سماجی انصاف کا نہ ہونا اور جاگیرداری نظام کا عام ہونا بھی معاشی ناہمواریوں کا سبب ہے۔اس طرح کی ناہمواریوں کو دور کرنے کے لیے عدل و انصاف کے شفاف نظام کو نافذ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ دولت صرف اغنیاء کے مابین ہی گردش نہ کرتی رہے۔ جب دولت کا بہاؤ امراء سے امراء کی طرف ہو یا غرباء سے امراء کی طرف ہو تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امیر امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور غریب غریب تر۔ اور ایسا عموماً سماجی عدم انصاف کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ درست نہیں کہ دولت صرف اغنیاء کے مابین ہی گھومتی رہے۔ قرآن میں ہے کہ تمھارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔[۲۴]

کرپشن، عوامی دولت کا بے دردانہ استعمال

کرپشن اور عوامی دولت کا بے دردانہ استعمال مہنگائی کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔ اگر مہنگائی کا سبب عوامی دولت کا بے دردانہ استعمال یا بددیانتی اور کرپشن ہو تو اسے تسعیر کے ذریعے کنٹرول کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ قیمتوں کا نیچے لانے کے لیے اصل سبب یعنی عوامی دولت کا بے دردی سے استعمال، کو روکنا ہوگا۔ اسی طرح حکومتوں اور افراد کا آمدن سے زیادہ اخراجات کرنا بھی مہنگائی میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ لہذا حکومت کا چاہیے کہ

اپنے اخراجات کو کنٹرول کرے نا کہ ٹیکسوں کی بھرمار کے ذریعے مہنگائی میں اضافہ کا سبب بنے۔ یہاں بھی تسعیر کے ذریعے مہنگائی کنٹرول کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

افراط زر

مہنگائی کے بڑھنے کا ایک بڑا سبب افراط زر ہے۔ اس کی دو بڑی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حکومت اپنی آمدنی بڑھانے کے لیے یا اخراجات پورے کرنے کے لیے زیادہ نوٹ چھاپ لے سٹیٹ بینک یا مرکزی بینک کا ایک بنیادی وظیفہ یہ ہے کہ وہ اسے معقول حدود میں رکھے۔ کرنسی زیادہ چھاپ لی جائے تو اس سے مہنگائی جنم لیتی ہے کیوں کو ایک ہزار کا نوٹ مثلا دیکھنے میں ایک ہزار ہے مگر اس کی مالیت بہت کم ہو چکی ہوتی ہے۔ افراط زر کا دوسرا پہلو بینکوں کا اعتباری زر تخلیق کرنا ہے۔ جب مہنگائی کا سبب افراط زر ہو تو تسعیر کے ذریعے فروخت کنندگان کو کسی خاص قیمت پر پابند کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس میں بعض صورتوں میں بائع کا نقصان ہے اور بعض میں خریدار کا اور اکثر دونوں کا نقصان ہوتا ہے کیوں کہ فائدہ حکومت یا بینک نے سمیٹا ہوتا ہے۔ اس کا حل تسعیر نہیں، افراط زر کو روکنا ہے۔

بدانتظامی، ٹھوس پالیسیوں کی کمی، قیادت کا فقدان

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مہنگائی کا سبب انتظامات کا صحیح نہ ہونا ہوتا ہے۔ مثلا ایک جگہ کام کرنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہوتی ہے اور دوسری جگہ کام کرنے والے افراد میسر نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ سے دونوں جگہوں پر گرانی ہوتی ہے اور یہی چیز ٹھوس پالیسیوں کی کمی یا قیادت کے فقدان کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کے حل پر مناسب توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر مہنگائی کا سبب اس طرح کے معاملات ہوں تو بھی تسعیر کے ذریعے اس کا حل نکالنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

جہالت، فنی تعلیم پہ عدم توجہ، مہارتوں کا عدم فروغ

فنی تعلیم پہ عدم توجہ کی وجہ سے بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے اور مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے یکساں اور معیاری تعلیم نیز مہارتوں کو فروغ دینا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہ کر اس کی ترغیب دی ہے کہ تم اپنے دنیاوی امور کو زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ یعنی جو طریقہ زیادہ فائدہ مند ہو اسے اختیار کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ دور نبوی میں ایک دفعہ مدینہ میں کھجور کی رسد کم پڑ گئی تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کھجوروں کو کیا ہوا؟ عرض کیا گیا کہ آپ ہی نے تابیر نخل (نر کھجور کو مادہ کھجور کے ساتھ ملانا) بارے یہ یہ کہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انتم اعلم بأمر دنیاکم [۲۵]

انفراسٹرکچر کی کمی

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انفراسٹرکچر کی کمی کی وجہ سے بہت سامال ضائع ہو جاتا ہے اور مطلوبہ جگہ تک نہیں پہنچ پاتا۔ ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے فیکٹریز میں کثیر مقدار میں کوئی چیز تیار ہوئی جو مختلف جگہوں پر سپلائی ہونا تھی لیکن سڑک کی توڑ پھوڑ یا انفراسٹرکچر کی خرابی کی وجہ سے وہ چیز مطلوبہ جگہوں پر بروقت نہ پہنچ سکی یا ضائع ہو گئی یا اسے وہاں پہنچانے کے لیے کثیر سرمایہ خرچ کرنا پڑا۔ ایسی صورت میں بھی مہنگائی پر قابو پانے کے لیے تسعیر کی بجائے اصل سبب پر توجہ کرنی چاہیے۔

۳۔ وہ اسباب جن میں متعین افراد یا گروہ کو ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہو۔ ان میں محدود پیمانے پر محدود وقت کے لیے تسعیر کی گنجائش نظر آتی ہے کیوں کہ متعین افراد طلب و رسد کے توازن پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور تسعیر کے ذریعے انھیں قابو کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہاں بھی اصل توجہ ان اسباب کے ازالہ کی طرف ہو۔ اسباب یہ ہیں:

صنعت کار اور تاجر طبقہ کی زیادہ نفع کی لالچ اور تاجروں کی اجارہ داری

اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کا ایک سبب صنعت کار اور تاجر طبقے کی زیادہ نفع کی لالچ بھی ہے۔ شریعت میں لالچ کرنے اور دنیاوی مال و متاع کے ہو کر رہ جانے کو پسند نہیں کیا گیا [۲۶] تاہم نفع کی مقدار کو محدود بھی نہیں کیا گیا البتہ جب جب لوگ اشیاء ضروریہ کے محتاج ہوں اور تاجر یا صنعت کار اتحاد کر کے انھیں روکے رکھیں یا بازار میں اجارہ داری قائم کر لیں تو عوام الناس کی حاجت کو دیکھتے ہوئے انھیں ان اشیاء کی فروخت پر مجبور کیا جائے گا اور ایسی صورت میں ان کی معمول کی قیمت رکھی جائے گی جیسا کہ شفعہ یا مشترک غلام، یا غیر مقررہ مہر وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یہاں اصلا اجارہ داری ختم کرنے کے لیے دیگر قانونی راستوں اور حکومتی اختیارات بروئے کار لانے کے ساتھ سعر المثل کا ذریعہ اختیار کیا سکتا ہے۔ یہاں بھی قیمت کا تعین محدود مدت، مثل اور معمول، کی شرائط پر ہے۔

اگر بستی والے ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین سے برکتیں نازل کرتے لیکن انھوں نے جھٹلایا پھر ہم نے انھیں ان کے کسب کی وجہ سے دھر لیا۔[۲۷]

ذخیرہ اندوزی وغیرہ

مہنگائی کا ایک بڑا سبب ذخیرہ اندوزی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے ایک شخص یا کمپنی بازار میں کسی چیز کی مصنوعی قلت پیدا کرتی ہے جس سے اس چیز کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ اصولی طور پر یہاں بھی تسعیر کی بجائے ایسے اقدامات کرنے چاہییں کہ ذخیرہ اندوزی ختم ہو۔ ہاں اگر حاکم یہ سمجھے کہ تسعیر ذخیرہ باہر نکالنے یا ذخیرہ

اندوزی ختم کرنے کا ذریعہ ہے تو اسے بطور ایک طریقہ کار کے استعمال میں لانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ یہاں بھی شرط یہ ہے کہ اس چیز کا تعلق بنیادی ضروریات کے ساتھ ہو اور یہ تسعیر ذخیرہ اندوزی کو ختم بھی کر رہی ہو۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ کسان یا اصل مالک اپنی چیز کو زیادہ دیر اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تو کوئی اور اسے یہ آفر کرتا ہے کہ سامان میرے پاس رکھ دو میں اسے زیادہ قیمت پر فروخت کر دوں گا یا وہ اسے صحیح منڈی تک پہنچنے ہی نہیں دیتا اور پہلے اس سے مال خرید لیتا ہے تا کہ منڈی میں اسے مہنگے داموں بیچ سکے۔ اس وجہ سے بھی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دور نبوی میں جو ایسا ہوا تو آپ نے منع فرمادیا کہ کوئی شہری دیہاتی کا مال نہ بیچے۔[۲۸]

آپ ﷺ نے اس بھی منع فرمادیا کہ قافلے والوں سے، آگے بڑھ کر ان کے منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی ان سے مال نہ خریدا جائے اور یہ کہ تیار ہونے سے پہلے مال خریدا جائے۔

ذخیرہ اندوزی کے بعد یہ تینوں امور یعنی شہری کا دیہاتی کے مال کو بیچنا، آگے بڑھ کر پہلے خریدنا یا مال کی تیاری سے پہلے اسے خریدنا بالخصوص فصلوں پھلوں وغیرہ کے معاملے میں، قیمتوں میں اضافے کا بڑا سبب ہیں۔ ان میں بھی تسعیر کی بجائے ان عوامل کا سدباب کرنا ہی درست معلوم ہوتا ہے۔

تشہیر کے ذرائع

طلب میں اضافہ کا ایک سبب تشہیر کے ذرائع اور اشتہارات ہیں۔ ان میں اکثر دھوکہ دہی کا عنصر پایا جاتا ہے جو اسے محل نظر ٹھہراتا ہے۔ بڑے بڑے تاجر یا کمپنیز اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے اشتہارات کے ذریعے لوگوں میں کسی چیز کی مانگ میں اضافہ کرتے ہیں۔ جب مانگ اور طلب میں اضافہ ہوتا ہے تو اس سے بھی مہنگائی جنم لیتی ہے۔ حکومت یا مقتدر اداروں کو چاہیے کہ مہنگائی کنٹرول کرنے کے لیے میڈیا کے اس پہلو پر بھی نظر رکھیں۔ اگر مہنگائی میں اضافہ کا یہی سبب ہو تو اسے کنٹرول کرنے کے لیے میری دانست میں تسعیر کی بجائے اشتہارات پر پابندی لگائی جانی چاہیے۔ بالخصوص ایسے اشتہارات جو دھوکہ دہی پر مبنی ہوں۔

سود

سود براہ راست معاشی معاملات پر اثر انداز ہوتا ہے اور سودی لین دین کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ لازمی ہے۔ سود کی وجہ سے صاحب ثروت افراد تساہل کا شکار ہو جاتے ہیں اور کام کرنے والوں یا تاجروں کو سود کی ادائیگی کے لیے اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ وہاں ایک تاجر تجارتی نفع کے حصول کے لیے بلند شرح سود پر قرض لینے کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے کیوں کہ اس کا بوجھ بالآخر صارف نے اٹھانا ہوتا ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ جس معاشرے میں سود کی اجازت ہو وہاں قیمتوں کو قابو میں رکھنے کے لیے تسعیر کرنا اس معاشرے کی مجبوری بن جاتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں سود کی اجازت ہیں نہیں لہذا وہاں کا یہ مسئلہ ہی نہیں۔

ان مذکورہ وجوہ کی بنا پر جب مہنگائی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا اصل حل یہی ہے کہ گرانی کے اسباب کا تدارک کیا جائے اگرچہ تسعیر کا نظام احتکار وغیرہ کے روکنے میں کچھ نہ کچھ اثر انداز ہو سکتا ہے مگر یہ دائمی حل معلوم نہیں ہوتا اور اس کے فوائد سے کہیں زیادہ اس کے نقصانات ہیں۔ لہذا عارضی طور پر کسی موقع پر اسے استعمال کیا جاسکتا ہے وہ بھی اس صورت میں جب مہنگائی کے اسباب پہلی نوعیت کے ہوں، ہاں مستقل پالیسی کے طور اسے اختیار کرنا مفید نظر نہیں آتا جیسا کہ نوبل پرائز حاصل کرنے والے ماہر معیشت ملٹن فریڈ من کہتے ہیں:

> "We economists don't know much, but we do know how to create a shortage. If you want to create a shortage of tomatoes, for example, just pass a law that retailers can't sell tomatoes for more than two cents per pound. Instantly you'll have a tomato shortage. It's the same with oil or gas.[29]

خلاصہ بحث

اوپر مذکور اسباب کی بنا پر جب مہنگائی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا صحیح حل تو یہی ہے کہ مہنگائی پیدا کرنے والے اسباب کا تدارک کیا جائے۔ اگرچہ تسعیر کا نظام احتکار وغیرہ کے روکنے میں کچھ نہ کچھ اثر انداز ہو سکتا ہے مگر یہ دائمی حل معلوم نہیں ہوتا اور اس کے فوائد سے کہیں زیادہ اس کے نقصانات ہیں۔ لہذا مذکورہ طریقہ کار کو عارضی طور پر کسی موقع پر اسے استعمال کیا جاسکتا ہے وہ بھی اس صورت میں جب مہنگائی کے اسباب اس نوعیت کے ہوں کہ متعین فرد یا افراد کو شرعی ممنوعات کے ارتکاب کا ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہو، وہاں بھی اسے مستقل پالیسی کے طور اسے اختیار کرنا مفید نظر نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ تسعیر مطلق طور پر لاگو نہ ہو بلکہ موقت ہو اور صرف ان جگہوں یا ان اشیاء یا ان اشخاص پر لاگو ہو جن میں مہنگائی کے اسباب مذکورہ نوعیت کے ہوں۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ تسعیر کرتے وقت بھی اجارہ دار افراد یا کمپنیز اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتی ہیں اور قیمت کے تعین میں عدل نہیں ہو پاتا۔ رشوت یا دھونس وغیرہ کے ذریعے پہلے ہی زیادہ قیمت مقرر کروالی جاتی ہے۔ مزید یہ بھی کہ قیمت کے تعین کے بعد بھی بعض لوگ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اگر ان کی گرفت کی جائے تو وہ رشوت، اثر و سوخ وغیرہ کے ذریعے سزا سے بچ نکلتے ہیں۔ اس طرح تسعیر کا مقصد ختم ہو کر رہ جاتا ہے یعنی عوام یا صارف تک مناسب دام پر اشیاء پہنچانا۔

مصادر و مراجع

۱۔ احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، دار الفکر، ۱۹۷۹، ص: 3/75۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۶ء، ص:4/365

۲۔ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، دار الحدیث، مصر، ۱۹۹۳ء، ص:8/370

۳۔ الشربینی، محمد بن محمد الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، دار الفکر، بیروت، طبع دوم ۱۴۰۹ھ، ص:۳۸

۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الشیرازی، ابراہیم بن علی، المھذب للشیرازی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص:1/299۔ الباجی، سلیمان بن خلف، المنتقی شرح الموطا، دار الکتاب الاسلامی، القاہرہ، ص:5/13۔ الہیثمی، احمد بن محمد، تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج، المکتبۃ التجاریۃ لمصطفی محمد، مصر، ص:۳/۳۷۴۔ ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، مکتبۃ القاہرۃ، طبع:۱۹۶۸، ص:۴/۲۳۹۔ الشافعی، محمد بن ادریس، الام،، دار المعرفہ، بیروت، طبع:۱۹۹۰، ص:۱۲۔ الصنعانی، محمد بن اسماعیل، سبل السلام، دار الحدیث، طبع ندارد، ص:۲/۲۵

۵۔ یہ اشہب کی روایت سے امام مالک کا قول ہے۔ وھو ماروی أشھب عن مالک، ووجھہ النظر إلی مصالح العامۃ والمنع من إغلاء السعر علیھم والإفساد علیھم، ولیس یجبر الناس علی البیع وإنما یمنعون من البیع بغیر السعر الذي یحددہ الإمام علی حسب مایری من المصلحۃ فیہ للبائع والمبتاع، ولا یمنع البائع ربحا ولا یسوغ لہ منہ مایضر بالناس. "المنتقی شرح الموطأ" للباجي:۵/۱۸.

۶۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوي، مجمع الملک فھد، ۱۹۹۵، ص:۲۸/۷۷۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، الحسبۃ فی السلام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ص:۱۳۔ ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، الطرق الحکمیۃ، مکتبہ دار البیان، طبع ندارد، ص:۲۴۴

۷۔ ابن نجیم، ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتاب الاسلامی، ص:8/230

۸۔ الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الکبیر للترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبع:۱۹۹۸، حدیث:۱۳۱۴۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، حدیث:۳۴۵۰۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ، حدیث:۱۷۸۷

۹۔ النساء:۲۹

۱۰۔ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الأوطار، تحقیق: عصام الدین، دار الحدیث، مصر، ص:۶/۳۸۰

۱۱۔ الشافعی، محمد بن ادریس، الام،، دار المعرفہ، بیروت، طبع:۱۹۹۰، ص:۹۲۔ ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، مکتبۃ القاہرۃ، طبع:۱۹۶۸، ص:۴/۲۳۹

۱۲۔ البیہقی، احمد بن الحسین، السنن الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع سوم 2003، ص: 6/48، حدیث: 11146

۱۳۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، طبع ۱۴۲۲ھ، حدیث ۲۵۲۲، ص:3/144۔ الصحیح لمسلم:۱۰/۱۳۵

۱۴۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد، طبع:۱۹۹۵، ص:۲۸/۹۶

۱۵۔ مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، حدیث:1605، ص:3/1228

۱۶۔ الشربینی، محمد بن احمد الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول: 1994ء، ص:2/392

۱۷۔ الکافی لابن عبد البر:۲/۷۳۰، روضۃ الطالبین:۳/۴۱۱، المغنی لابن قدامہ: ۶/۳۱۱، مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ: ۲۸/۹۳، التاج والإکلیل:۶/۲۵۴

ویب ایڈریس: https://www.alukah.net/sharia/0/56662/#ixzz5c1uDeLHs :

۱۸۔ الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الکبیر للترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبع:۱۹۹۸، حدیث:۱۳۱۳۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، حدیث:۳۴۵۰۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ، حدیث:۲۱۸۷

۱۹۔ مسلم بن حجاج، المسند الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص:4/1836، حدیث:2363

۲۰۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، طبع ۱۴۲۲ھ، حدیث:۲۸۴۳، ص:4/27

۲۱۔ الاعراف، آیت:31

۲۲۔ الانعام، آیت:141

۲۳۔ بنی اسرائیل، آیت:27

۲۴۔ الحشر، آیت:۷

۲۵۔ مسلم بن حجاج، المسند الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص:4/1836، حدیث:2363

۲۶۔ التکاثر، آیت:۱، الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر۔

۲۷۔ الاعراف، آیت:۹۶

۲۸۔ مسلم بن حجاج، المسند الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص:3/1157، حدیث:1522

29. Controls blamed for U.S. energy woes", Los Angeles Times, February 13, 1977, Milton Friedman press conference in Los Angeles.